مرثیہ ۳۸

شہادت امام زین العابدین علیہ السلام

جب عابدِ بیکس کو پیامِ اجل آیا | دنیائے دغاباز کی نیت میں بل آیا
وہ زہر دیا جس سے سکوں میں خلل آیا | مانندِ حسنؑ کٹ کے کلیجہ نکل آیا

ظالم نے مریضِ شہِ دلگیر کو مارا
شبّرؑ کی طرح دلبرِ شبیرؑ کو مارا

اولادِ پیمبرؐ پہ مصیبت کا یہ دن ہے | پیاسے کے عزادار کی رحلت کا یہ دن ہے
مظلوم کے دلبر کی شہادت کا یہ دن ہے | عاشور کے بعد اور مصیبت کا یہ دن ہے

اس غم سے جگر چاک ہے زہراؑ و نبیؐ کا
اُٹھتا ہے عزادار حسینؑ ابنِ علیؑ کا

وہ زہر سے دم عابدِ بیکس کا اکھڑنا | سجادِؑ دل افگار کا باقرؑ سے بچھڑنا
بگڑی ہوئی تقدیر غریبوں کی بگڑنا | اُجڑا ہوا گھر فاطمۂ زہرا کا اجڑنا

ویران ہوا دربار ولی ابنِ ولی کا
بجھتا ہے چراغ آج حسینؑ ابنِ علیؑ کا

آئی شبِ رحلت، غمِ تازہ کی نشانی | کچھ ہوش میں آیا شہِ دلگیر کا جانی
باقرؑ سے کہا لاؤ وضو کے لیے پانی | پانی کو جو دیکھا تو ہوئی اشک فشانی
رو کر کہا نشتر ہے یہ غم قلب و جگر کو
دو دن بھی پانی نہ ملا میرے پدر کو

صدقے ہوئے شانے مرے عمو کے اسی پر | جھولے میں اسی کے لیے تڑپے علی اصغرؑ
پھر آپ نے باقرؑ سے کہا پاس بلا کر | اس رات کو ہم تم سے جدا ہوتے ہیں دلبر
دینِ نبویؐ احمدِ ذی جاہ کو سونپا
گھر بار تمھیں اور تمھیں اللہ کو سونپا

سن لو یہ وصیت مری اے آنکھوں کے تارے | ناقے کو مرے پیار سے رکھنا مرے پیارے
بائیس حجوں میں یہ رہا ساتھ ہمارے | اس کو نہ کبھی بھول کے قمچی کوئی مارے
افسوس کہ حیوانوں پہ جس کے یہ کرم تھے
اس پیکرِ اخلاق پہ دُرّوں کے ستم تھے

القصہ وضو کر کے مصلّے پہ جب آئے | دہشت سے بدن کانپ گیا اشک بہائے
سجّادے پہ سجّادؑ پسینے میں نہائے | ہل ہل گیا گردوں جو لبِ پاک ہلائے
آواز یہ آتی تھی سفرِ کرب و بلا کی
یہ طاعتِ آخر ہے مرے زینِ عباؑ کی

وہ نصف شب اور رضیِ تقدیر کا سجدہ | نورِ نظرِ کشتۂ شمشیر کا سجدہ
پیغامِ اجل تھا کہ وہ دلگیر کا سجدہ | جس طرح کہ عاشور کو شبیرؑ کا سجدہ

اُٹھے جو مُصلّے سے تو غش کر گئے سجّادؑ
ہے ہے مرے بابا کہا اور مر گئے سجّادؑ

مجلس میں رسولؐ الثقلین آئے ہیں یارو | زہراؑ و شہنشاہِ حنینؑ آئے ہیں یارو
شبّرؑ بھی بصد شیون و شین آئے ہیں یارو | روتے ہوئے سر ننگے حسینؑ آئے ہیں یارو

اُمّت نے ستایا ہے امامؑ ازلی کو
سر کھول کے پُرسہ دو حسینؑ ابنِ علیؑ کو

ہاں اہلِ ولا اب نہ توقف ہو بکا میں | رونے کو بتولؐ آئی ہیں خود بزمِ عزا میں
سر پیٹ کے کہتی ہیں غمِ زینِ عبا میں | فریاد کو جاؤں گی میں دربارِ خدا میں

کیا خوب ہدایت کا صلہ تجھ کو ملا ہے
بے رحموں نے بچّے کو مرے زہر دیا ہے

جب غسل و کفن دینے لگے باقرؑ ذیجاہ | دیکھا کہ کئی داغ سب پشت پہ ہیں آہ
رو کر کہا، کیا چیز پسند آئی ہے یا شاہ | اس شام کے ہدیے کو لیے جاتے ہیں ہمراہ

ایسی کششیں مہرِ نبوّت میں کہاں ہیں
یہ پشت پہ اُمّت کی شفاعت کے نشاں ہیں

کھودی گئی تربت جو قریبِ حسنِ پاک | دل ہل گئے جب خاک کو سونپا بدنِ پاک
مرنے پہ بھی کہتا تھا یہ گویا بدنِ پاک | بے گور رہا تھا مرے بابا کا تنِ پاک

تھا دھوپ کا سایہ جسدِ شاہِ زمن پر
سجادِ حزیں خاک مرے دفن و کفن پر

اصحاب نے میت کو لحد میں جو اتارا | جو چاہنے والے تھے بڑھے بہرِ نظارا
سرکا رُخِ روشن سے کفن کا جو کنارا | چہرے پہ نظر کر کے ہر اک رو کے پکارا

آنکھوں سے جو تا ریش لکیریں سی عیاں ہیں
چالیس برس اشک بہانے کے نشاں ہیں

باقرؑ نے کہا پیٹ کے سر اشک بہا کر | مظلوم پدر! چھوڑ چلے اب ہمیں کس پر
اب کون سنائے گا مصائب کے وہ دفتر | مقتل کی خبر، کوفے کے غم، شام کے منظر

پھر پنڈلیوں کے زخم دکھاتے ہوئے جاؤ
مرہم تو جراحت پہ لگاتے ہوئے جاؤ

اے امت ظالم کی جفاؤں کے گرفتار | اے برہنہ سر قیدیوں کے مونس و غمخوار
اے اشک بہاتے ہوئے بچوں کے مددگار | رسی میں بندھی بیبیوں کے قافلہ سالار

عترت کے نگہبان، خدا حافظ و ناصر
کنبے کے شتربان، خدا حافظ و ناصر

جنت میں ملیں جب شہِ مظلوم کے نانا
بابا! انھیں امت کا ہر اک ظلم سنانا
وہ قیدِ ستم اور مری طفلی کا زمانہ
رسّی میں لٹکتے ہوئے بازاروں میں جانا
زندان میں دل میرا بہلتا تھا انہی سے
مجرا مرا کہنا مری نادان پھوپی سے

امامِ زین العابدینؑ

مصحفِ منزلِ یٰسین مبیں ہیں سجّادؑ
خضرِ وادیِ عرفان و یقیں ہیں سجّادؑ
خاتمِ صبر و تحمل کے نگیں ہیں سجّادؑ
چار معصوموں کے سجّادہ نشیں ہیں سجّادؑ
خَلق میں جیسے علیؑ ہیں شہِ لولاک کے بعد
ہُو بہُو ایسے ہیں یہ پنجتنِ پاک کے بعد
عمر مولا کی ہوئی حق کی عبادت میں بسر
ایسے معصوم کا عابدؑ نہ لقب ہو کیونکر
صدفِ صبر کے دُر، بحرِ شہادت کے گہر
تین اماموں کے جگر آٹھ اماموں کے پدر
تا قیام آپ کے صدقے میں جہاں قائم ہے
ان کے قائمؑ سے نماز اور اذاں قائم ہے